روزنامہ الفضل ربوہ
فون 213029
CPL 61
ایڈیٹر: نسیم سیفی
جلد 47-82 نمبر 66 | منگل 15 ذیقعدہ۔ 1417ھ 25 امان 1376ھش 25 مارچ 1997ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

یہ بات بھی بحضور دل سن لینی چاہئے کہ قبول دعا کے لئے چند شرائط ہوتی ہیں۔ ان میں سے بعض تو دعا کرنے والے کے متعلق ہوتی ہیں اور بعض دعا کرانے والے کے متعلق۔ دعا کرانے والے کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے خوف اور خشیت کو مدنظر رکھے اور اس کے غناء ذاتی سے ہر وقت ڈرتا رہے اور صلح کاری اور خدا پرستی اپنا شعار بنالے۔ تقویٰ اور راستبازی سے خدا تعالیٰ کو خوش کرے' تو ایسی صورت میں دعا کے لئے باب استجابت کھولا جاتا ہے۔ اگر وہ خدا تعالیٰ کو ناراض کرتا ہے اور اس سے بگاڑ اور جنگ قائم کرتا ہے' تو اس کی شرارتیں اور غلط کاریاں دعا کی راہ میں ایک سد اور چٹان ہو جاتی ہیں۔ اور استجابت کا دروازہ اس کے لئے بند ہو جاتا ہے۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 68)

محترمہ سیدہ بشریٰ بیگم صاحبہ بنت حضرت میر محمد اسحاق صاحب

صدر لجنہ اماء اللہ ضلع لاہور انتقال فرما گئیں

ربوہ 22۔مارچ 1997ء: احباب جماعت کو نہایت دکھ اور افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ محترمہ سیدہ بشریٰ بیگم صاحبہ بنت حضرت میر محمد اسحاق صاحب' صدر لجنہ اماء اللہ ضلع لاہور اہلیہ مکرم سید سعید احمد صاحب میجر (ر) کیولری گراؤنڈ لاہور چھاؤنی 22۔مارچ کی صبح گھر میں اچانک وفات پا گئیں۔ ان کی عمر 75 سال تھی۔ آپ کا جنازہ 22۔مارچ کی شب بعد عشاء محترم مولانا محمد احمد صاحب جلیل نے بیت المبارک میں پڑھایا جس کے بعد بہشتی مقبرہ کی اندرونی چار دیواری میں تدفین عمل میں آئی۔ تدفین مکمل ہونے پر محترم مولانا جلیل صاحب نے ہی دعا کرائی۔ جنازہ میں لاہور اور ربوہ سمیت احباب جماعت نے کثیر تعداد میں شرکت فرمائی۔

موصوفہ اپنے تینوں بھائیوں محترم سید داؤد احمد صاحب' محترم سید مسعود احمد صاحب اور محترم سید محمود احمد ناصر صاحب سے بڑی تھیں' موصوفہ عرصہ 15 سال سے صدر لجنہ ضلع لاہور خدمت دین بجا لانے کی سعادت حاصل کر رہی تھیں۔ اس سے قبل لجنہ اماء اللہ کے مختلف جماعتی عہدوں پر کام کرتی رہیں۔ غیر معمولی محنت اور جفاکشی سے دن رات خدمت دین میں مصروف رہتی تھیں۔ جلسہ سالانہ کے مواقع پر بھی آپ کو غیر معمولی خدمات کا موقع ملتا رہا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت اماں جان کی آخری بیماری کے دوران انتہائی خلوص اور محبت سے بڑی خدمت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی تھی۔

موصوفہ کے دو بیٹے ہیں اور دونوں ہی واقف زندگی ہیں۔ ایک بیٹا مکرم سید جلید احمد صاحب گیمبیا کے احمدیہ سکول مانسا کونکو میں بطور پرنسپل خدمات دینیہ بجا لا رہا ہے اور دوسرا بیٹا مکرم سید حسین احمد صاحب کراچی میں مربی سلسلہ ہے۔ آپ کی صاحبزادیوں میں مکرمہ لبنیٰ حبیب صاحبہ اہلیہ مکرم میر حبیب احمد صاحب واقف زندگی ٹیچر نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ ابن مکرم ڈاکٹر میر مشتاق احمد صاحب۔ محترمہ امتہ الکافی صاحبہ اہلیہ مکرم مرزا عمر احمد صاحب ابن صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب' محترمہ امتہ الباسط ماریہ صاحبہ اہلیہ محترم سید خالد شاہ صاحب ناظر مال خرچ ہیں۔

آپ کی ایک بیٹی محترمہ امتہ الشافی جوانی کی عمر میں ہی وفات پا گئی تھیں۔ آپ کو دعوت الی اللہ سے خاص لگاؤ تھا۔ آخری وقت میں بھی دعوت الی اللہ کے ایک پروگرام میں جانے کے لئے تیار تھیں۔ ڈرائیور لینے کے لئے آیا تو گری پڑی تھیں خیال ہے کہ وفات کی وجہ برین ہیمرج تھا۔ اللہ تعالیٰ سیدہ موصوفہ کے درجات بلند فرمائے۔ اور ان کے جملہ لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے۔

بڑے منصوبے بناتے ہوئے ابتدائی باتوں کی طرف خصوصی توجہ دینی چاہئے

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

وہ لوگ جو بڑے بڑے منصوبے بناتے ہیں۔ ان کو یہ رجحان پیدا کرنا چاہئے کہ ابتدائی باتوں کی طرف خصوصی توجہ دیں۔ بعض دفعہ بعض بہت ہی بلند بانگ منصوبے بنانے والے اور بلند بانگ دعاوی کرنے والے ابتدائی باتوں سے بے خبر رہ جاتے ہیں اور وہ چیزیں جو ان کی نظر میں ابتدائی ہیں' درحقیقت بنیادی حیثیت رکھنے والی باتیں ہوا کرتی ہیں۔ اور جب تک بنیادیں قائم نہ ہوں۔ کوئی بلند عمارت تعمیر نہیں کی جا سکتی۔ یہ ایک ایسا قانون ہے جسے دنیا کا کوئی انجینئر' کوئی ماہر فن نظر انداز نہیں کر سکتا۔ قوموں کی تعمیر میں اور میری مراد مذہبی قومیں ہیں۔ مذہبی قوموں کی تعمیر میں دو باتیں بہت ہی بڑی اہمیت رکھتی ہیں اور انہیں کے گرد سارا فلسفہ حیات گھومتا ہے۔ یعنی بندے سے تعلق اور خدا سے تعلق۔ ان دونوں تعلقات میں (دین حق) نے بہت ہی وسیع تعلیمات دی ہیں اور بہت ہی بلند منصوبے پیش کئے ہیں لیکن ان منصوبوں پر عمل تبھی ممکن ہے جب ان کے ابتدائی حصوں پر خصوصیت سے توجہ دی جائے اور صبر کے ساتھ پہلے بنیادیں تعمیر کی جائیں' پھر خدا تعالیٰ کے فضل سے توقع رکھی جائے کہ ان بنیادوں پر عظیم الشان عمارتیں تعمیر ہوں گی۔

(از خطبہ 24 نومبر 1989ء)

نادار مریضوں کی امداد

اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو استطاعت دی ہے کہ آپ اپنے یا اپنے کسی عزیز کے علاج پر جو خرچ بھی اٹھے برداشت کر سکتے ہیں تو ان افراد کی طرف نظر دوڑایئے جو اپنے علاج کی استطاعت نہیں رکھتے اور بیماری میں سسکتے اور تڑپتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیہ جماعت کا قائم کردہ ہسپتال' فضل عمر ہسپتال' نادار مریضوں کا علاج تھوڑی رقم وصول کر کے بھی کرتا ہے اور بغیر کوئی رقم لئے بھی۔ یہ بات اس طرح ممکن ہوتی ہے کہ جماعت کے وہ دوست جو استطاعت رکھتے ہیں ناداروں کے علاج کے فنڈ میں عطیات دیتے رہتے ہیں۔ کیا آپ ان حضرات میں شامل ہونا نہیں چاہیں گے۔

نادار مریضوں کی مدد کیجئے اور عند اللہ ماجور ہوں۔

(ادارہ الفضل)

درخواست دعا

○ محترمہ مبارکہ بیگم صاحبہ (والدہ مکرم نذیر احمد صاحب سندھی چک نمبر R-185/7 ضلع بہاولنگر) آج کل جرمنی میں شدید بیمار ہیں۔ ان کی صحت کاملہ کے لئے درخواست دعا ہے۔

○ مکرم عبد الرحیم صاحب سابق خادم دار الذکر لاہور کا میو ہسپتال لاہور میں کمر کا اپریشن ہوا ہے۔ احباب سے ان کی صحت کاملہ کے لئے درخواست دعا ہے۔

○ مکرم احتشام ضیاء صاحب قائد خدام الاحمدیہ چک 88 شمالی ابن مکرم ضیاء اللہ صاحب زعیم انصار اللہ چک نمبر 88 شمالی ضلع سرگودھا امریکہ میں بعض سخت قسم کی پریشانیوں کا شکار ہیں۔ احباب کرام سے خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے۔

نکاح

○ عزیزہ آنسہ ناصر صاحبہ بنت مکرم ناصر احمد صاحب۔ شاہدرہ ٹاؤن لاہور کا نکاح ہمراہ چوہدری مبارک احمد صاحب ولد مکرم چوہدری رفیق احمد صاحب جناح پارک سرگودھا۔ بعوض 50000 روپیہ حق مہر مکرم میر عبد المجید شاہد صاحب مربی سلسلہ شاہدرہ لاہور نے 97-3-7 کو شاہدرہ ٹاؤن لاہور میں پڑھا۔ رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

جو لوگ دنیا کے لئے نفع رساں لوگ بنتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی عمریں بڑھا دیتا ہے

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ
قیمت 2 روپے 50 پیسے

25- امان 1376 ھش　　25 - مارچ 1997ء

عقلِ سلیم آسمان سے آتی ہے

اگر کوئی شخص ایسی بات کہے جو ہم سمجھیں کہ وہ جان بوجھ کر غلط راستے پر چل نکلا ہے تو ہم اسے کہتے ہیں کہ عقل سے کام لو اور یہ بات اس لئے کہتے ہیں کہ ہمارے خیال میں عقل سے کام لے کر انسان صحیح راستے پر پھر چل سکتا ہے۔ بات تو درست معلوم ہوتی ہے لیکن یہ بات اتنی زیادہ درست ہے بھی نہیں۔ اس لئے کہ عقل بھی ایک ہی جیسی چیز نہیں ہے۔ بدلتی رہتی ہے۔ چنانچہ جب ہم نے اچھی عقل کا ذکر کرنا ہو تو اسے عقل سلیم کہتے ہیں جس سے یہ مطلب بھی لیا جا سکتا ہے کہ کوئی عقل غیر سلیم بھی ہو سکتی ہے۔ اور واقعی صرف ہو نہیں سکتی۔ بلکہ ہے بھی۔ ہر شخص عقل سے ہی کام لے کر کوئی بات کہتا ہے سوائے اس کے کبھی وہ از خود غلط بات کہنی چاہئے۔ عام حالات میں جو ہماری ایک دوسرے سے گفتگو ہوتی ہے یا جو بات کوئی شخص کہتا ہے وہ عقل ہی سے کام لے کر کہتا ہے حالانکہ دونوں طرف زاویہ مختلف ہوتا ہے۔ ایک شخص عقل سے بات کرتا ہے اور دوسرے سے کہتا ہے عقل سے کام لو۔ دوسرا شخص بھی یہی بات کہتا ہے۔ کہ میں عقل سے کام لیتا ہوں تم عقل سے کام نہیں لیتے۔ گویا کہ نہ سب لوگوں کی عقل ایک جیسی ہے نہ کسی بات کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ عقل یقیناً اس بات کی طرف رہنمائی کرے گی۔ عقل سلیم تو یقیناً نیک کاموں کی طرف رہنمائی کرے گی۔ لیکن اگر عقل غیر سلیم ہو تو وہ ایسا نہیں کرے گی۔ عقل سلیم حاصل کرنے کے لئے صرف دنیاوی علم کی ضرورت نہیں۔ دنیاوی تجربے کی ضرورت نہیں بلکہ خدا تعالیٰ سے تعلق کی ضرورت ہے۔ انسان راست باز ہو۔ اس کی نیت نیک ہو۔ نیکی پر مائل ہو اور نیکی ہی کے متعلق سوچنا چاہتا ہو تو یقیناً ایسے شخص کی عقل اس شخص کی عقل سے مختلف ہوگی جو راست باز نہیں ہے۔ جس کی نیت صاف نہیں ہے۔ جو نیکی پر مائل نہیں ہے۔

یہی دو باتیں تو ایسی ہیں جو دنیا میں جھگڑے فساد کا باعث بنتی ہیں۔ دونوں طرف سمجھا جاتا ہے کہ عقل سے کام لیا جا رہا ہے حالانکہ اگر دونوں عقل سے کام لے رہے ہوں اور عقل ہر جگہ ایک جیسی ہی چیز کا نام ہو تو ان میں اختلاف کیوں آئے۔ ان میں تضاد کیوں آئے۔ وہ ایک دوسرے کے ساتھ مل کیوں نہ بیٹھیں۔ لیکن ایسا ہوتا نہیں۔ ویسے بھی ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی شخص یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ میں بے وقوفی سے کام لوں گا بے شک میرے کام کے نتائج اچھے نہ نکلیں۔ ہر شخص اپنی طرف سے تو عقل ہی سے کام لیتا ہے اور جب دو شخص ایک کام کرتے ہیں اور ایک کامیاب ہو جاتا ہے اور دوسرا ناکام ہوتا ہے تو اس کا خاص مطلب یہی ہے کہ ایک کی عقل نے اس کو کچھ اور سمجھایا اور دوسرے کی عقل نے اس کو کچھ اور سمجھایا۔ جو راست باز ہے اس کی عقل تو اسے سیدھے راستے پر لے گئی۔ اسے صحیح مشورہ دیا۔ اس کے کام کا صحیح نتیجہ پیدا کیا۔ اور جو راست باز نہیں ہے اس کے ساتھ ایسا نہیں ہوا۔ اس نے جو چاہا کہا۔ جو چاہا کیا اور نتیجہ غلط نکلا۔

راست بازی کے علاوہ ایک اور بات جو عقل کو عقل سلیم بناتی ہے اور صحیح راستے پر چلنے کا مشورہ دیتی ہے وہ یہ ہے کہ انسان متقی بنے۔ متقی کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اپنا ایسا تعلق پیدا کرلے کہ کوئی بات جو خدا تعالیٰ کو ناپسندیدہ ہو ہرگز نہ کرے۔ اور ہر وہ بات جو خدا تعالیٰ کو پسندیدہ ہو وہ کرے۔ ہر وہ شخص جو اپنے آپ کو اس رنگ میں ڈھال لے یعنی متقی بن جائے اس کی عقل عقل سلیم بن جاتی ہے۔ جب وہ کہتا ہے کہ عقل سے کام لو تو یقیناً اس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ دوسرا شخص عقل کو صحیح طور پر استعمال نہیں کر رہا۔ عقل سے پوری طرح کام نہیں لے رہا۔ یا یوں کہئے کہ اس کی عقل عقل سلیم نہیں ہے۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) اپنے ایک ارشاد میں فرماتے ہیں کہ اگر انسان خدا کے واسطے عقل سے کام لے یعنی خدا کا نام درمیان میں لائے تو یقیناً اس میں ذہانت پیدا ہو جاتی ہے اس میں جودت پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ راست باز ہوتا ہے اور تقویٰ اختیار کرتا ہے۔ آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ پاک عقل آسمان سے آتی ہے۔ اس ارشاد سے پتہ چلا کہ عقل پاک بھی ہو سکتی ہے اور ناپاک بھی۔ حالانکہ ہر شخص اپنی عقل پر بڑا نازاں ہوتا ہے جو کچھ وہ کرتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ وہی کچھ کیا جانا چاہئے۔ دوسروں کو عقل مند ہی نہیں سمجھتا۔ اسے یہ خیال پیدا ہونے لگتا ہے کہ وہ تو ہر بات کو ٹھیک طور پر کر سکتا ہے جبکہ دوسروں میں یہ اہلیت نہیں ہے۔ حضرت صاحب کے ارشاد کے مطابق جو عقل آسمان سے آتی ہے یعنی جو خدا تعالیٰ عطا کرتا ہے وہ اپنے ساتھ ایک روشنی بھی لاتی ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ یہی وہ روشنی ہے جو انسان کو صحیح راستے پر چلاتی ہے.. اور صحیح راستہ دکھاتی ہے اور صحیح راستے پر چلاتی ہے۔ لیکن حضرت صاحب نے یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ عقل جو آسمان سے آتی ہے اور اپنے ہمراہ ایک نور لاتی ہے یہ ہر شخص کو نہیں ملتی وہ ایک جوہر قابل کی تلاش میں رہتی ہے۔ جب تک انسان میں جوہر قابل نہ ہو آسمان سے اترنے والی اور اپنے ساتھ نور لانے والی عقل اسے نصیب نہیں ہوتی۔ حالانکہ اس کے سارے کام اگر آسمان سے اتری ہوئی عقل سے کئے جائیں تو یقیناً نتیجہ خیز ہوتے ہیں۔ مفید ثابت ہوتے ہیں۔ یہ کہ آسمان سے عقل اترے اور اپنے ہمراہ ایک نور لائے اور پھر بھی سب کو ایک جیسا منور نہ کرے اس بات کا تو سمجھنا کوئی مشکل نہیں۔ حضرت صاحب نے اس کی مثال یہ دی ہے کہ آسمان سے بارش برستی ہے لیکن بارش کسی جگہ گلزار بنا دیتی ہے اور کسی جگہ کانٹے اور جھاڑیاں اگنے لگتے ہیں۔ بارش تو بارش ہی ہے۔ آسمان سے آئی ہے۔ پانی پاک صاف ہے۔ اس میں یہ اہلیت ہے کہ وہ چیزوں کو اگائے۔ لیکن اگائے گی اس طرح کہ جہاں گلزار پیدا ہونا ہے وہاں گلزار پیدا ہوگا۔ اور جہاں کانٹے اور جھاڑیاں اگنی ہیں وہاں کانٹے اور جھاڑیاں اگیں گی۔ بلکہ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ ایک قطرہ بارش کا جو سمندر کی تہہ میں چلا جاتا ہے وہ گوہر شہوار بن جاتا ہے اور اگر پانی میں نہ گرے ریت میں گرے وہیں جذب ہو جائے اس کا کوئی اثر ظاہر نہ ہو تو وہ بھی آسمان سے اترا ہوا پانی کا قطرہ ہی ہے۔

پس یہ بات نہایت ضروری ہے کہ ہم عقل سے کام لیں لیکن عقل سے کام لینے کے لئے ہمیں راست باز اور متقی بننا چاہئے اور اس بات کی ٹوہ میں لگے رہنا چاہئے کہ ہماری عقل آسمان سے اترے اور اپنے ساتھ ایک نور لائے۔ اور ہم اپنے اندر جوہر قابل پیدا کریں تاکہ آسمان سے اترنے والی عقل جس کے ساتھ نور بھی ہے ہمیں تلاش کرلے۔ ہمارے پاس آجائے۔ ہماری بن جائے۔ پس ایسا کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف نگاہ رکھنی چاہئے۔ اسی سے عقل سلیم مانگنی چاہئے۔ اس کی دی ہوئی عقل سلیم ہی ہماری صحیح راہنمائی کر سکتی ہے۔

حضرت صاحب کا ارشاد ہم دہرائے دیتے ہیں بلکہ پہلے تو اس کا مضمون بیان کیا ہے اب وہ ارشاد پڑھ دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں:-

"ذرا سوچو اور سمجھو۔ خدا کے واسطے عقل سے کام لو اور اس لئے کہ عقل میں جودت اور ذہانت پیدا ہو راست باز اور متقی بنو۔ پاک عقل آسمان سے آتی ہے اور اپنے ہمراہ ایک نور لاتی ہے۔ لیکن وہ جوہر قابل کی تلاش میں رہتی ہے۔ اس پاک سلسلہ کا قانون وہی قانون ہوتا ہے جو ہم جسمانی قانون میں دیکھتے ہیں۔ بارش آسمان سے پڑتی ہے لیکن کوئی جگہ اس بارش سے گلزار ہوتی ہے اور کہیں کانٹے اور جھاڑیاں ہی اگتی ہیں اور کہیں وہی قطرہ بارش سمندر کی تہہ میں جاکر ایک گوہر شہوار بنتا ہے۔ بقول کسے۔

در باغ لالہ روید و در شورہ بُوم خس

اگر زمین قابل نہیں ہوتی تو بارش کا کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچتا بلکہ الٹا ضرر اور نقصان ہوتا ہے۔"

> قانون بنانے سے بھی کچھ فرق پڑے گا
> لیکن یہ ضروری ہے کہ حالات بھی بدلیں
> اعمال بدل سکتے ہیں انسان کے لیکن
> اس طرح وہ سوچے کہ خیالات بھی بدلیں
>
> ابوالاقبال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

صورت دوئم الہام کی جس کا میں باعتبار کثرت عجائبات کے کامل الہام نام رکھتا ہوں یہ ہے کہ جب خدا تعالیٰ بندہ کو کسی امر غیبی پر بعد دعا اس بندہ کے یا خود بخود مطلع کرنا چاہتا ہے تو ایک دفعہ ایک بے ہوشی اور ربودگی اس پر طاری کر دیتا ہے جس سے وہ بالکل اپنی ہستی سے کھویا جاتا ہے اور ایسا اس بے خودی اور ربودگی بے ہوشی میں ڈوبتا ہے جیسے کوئی پانی میں غوطہ مارتا ہے اور نیچے پانی کے چلا جاتا ہے غرض جب بندہ اس حالت ربودگی سے کہ جو غوطہ سے بہت ہی مشابہ ہے باہر آتا ہے تو اپنے اندر میں کچھ ایسا مشاہدہ کرتا ہے جیسے ایک گونج پڑی ہوئی ہوتی ہے اور جب وہ گونج کچھ فرو ہوتی ہے تو ناگہاں اس کو اپنے اندر سے ایک موزوں اور لطیف اور لذیذ کلام محسوس ہو جاتی ہے۔ اور یہ غوطہ ربودگی کا ایک نہایت عجیب امر ہے جس کے عجائبات بیان کرنے کے لئے الفاظ کفائت نہیں کرتے۔ یہی حالت ہے جس سے ایک دریا معرفت کا انسان پر کھل جاتا ہے۔ کیونکہ جب بار بار دعا کرنے کے وقت خداوند تعالیٰ اس حالت غوطہ اور ربودگی کو اپنے بندے پر وارد کر کے اس کی ہر ایک دعا کا اس کو ایک لطیف اور لذیذ کلام میں جواب دیتا ہے اور ہر ایک استفسار کی حالت میں وہ حقائق اس پر کھولتا ہے جن کا کھلنا انسان کی طاقت سے باہر ہے تو یہ امر اس کے لئے موجب مزید معرفت اور باعث عرفان کامل ہو جاتا ہے۔ بندہ کا دعا کرنا اور خدا کا اپنی الوہیت کی تجلی سے ہر ایک دعا کا جواب دینا یہ ایک ایسا امر ہے کہ گویا اس عالم میں بندہ اپنے خدا کو دیکھ لیتا ہے اور دونوں عالم اس کے لئے بلاتفاوت یکساں ہو جاتے ہیں۔ جب بندہ اپنی کسی حاجت کے وقت بار بار اپنے مولا کریم سے کوئی عقدہ پیش آمدہ دریافت کرتا ہے اور عرض حال کے بعد حضرت خداوند کریم سے جواب پاتا ہے اسی طرح کہ جیسے ایک انسان دوسرے انسان کی بات کا جواب دیتا ہے اور جواب ایسا ہوتا ہے کہ نہایت فصیح اور لطیف الفاظ میں۔ بلکہ کبھی ایسی زبان میں ہوتا ہے جس سے وہ بندہ نا آشنا محض ہے۔ اور کبھی امور غیبیہ پر مشتمل ہوتا ہے کہ جو مخلوق کی طاقتوں سے باہر ہیں اور کبھی اس کے ذریعہ سے مواہب عظیمہ کی بشارت ملتی ہے اور منازل عالیہ کی خوشخبری سنائی جاتی ہے اور قرب حضرت باری کی مبارک بادی دی جاتی ہے اور کبھی دنیوی برکتوں کے بارے میں پیش گوئی ہوتی ہے تو ان کلمات لطیفہ و بلیغہ کے سننے سے کہ جو مخلوق کی موتوں سے نہایت بلند اور اعلیٰ ہوتے ہیں جس قدر ذوق اور معرفت حاصل ہوتی ہے اس کو وہی بندہ جانتا ہے جس کو یہ نعمت عطا ہوتی ہے۔ فی الحقیقت وہ خدا کو ایسا ہی شناخت کر لیتا ہے جیسے کوئی شخص تم میں سے اپنے پکے اور پرانے دوست کو شناخت کرتا ہے اور یہ الہام اکثر معظمات امور میں ہوتا ہے۔ کبھی اس میں ایسے الفاظ بھی ہوتے ہیں جن کے معنے لغت کی کتابیں دیکھ کر کرنے پڑتے ہیں۔ بلکہ بعض دفعہ یہ الہام کسی اجنبی زبان مثلاً انگریزی یا کسی ایسی دوسری زبان میں ہوا جس زبان سے ہم محض ناواقف ہیں۔

○○○

ایک تو اس کے وہ انعام واکرام ہیں جو انسانوں کے وجود سے بھی پہلے ہیں اور ایک ذرہ انسانوں کے عمل کا ان میں دخل نہیں جیسا کہ اس نے انسانوں کے آرام کے لئے سورج چاند ستارے زمین پانی ہوا آگ وغیرہ چیزیں پیدا کیں۔ اور کچھ شک نہیں کہ ان چیزوں کو انسانوں کے وجود اور ان کے عملوں پر تقدم ہے۔ اور انسان کا وجود ان کے وجود کے بعد ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی وہ رحمت کی قسم ہے جس کو قرآنی اصطلاح کی رو سے رحمانیت کہتے ہیں یعنی ایسی جودوعطا جو بندہ کے اعمال کی پاداش میں نہیں بلکہ محض فضل کی راہ سے ہے۔

دوسری قسم رحمت کی وہ ہے جس کو قرآنی اصطلاح میں رحیمیت کہتے ہیں۔ یعنی وہ انعام اکرام جو بنام نہاد پاداش اعمال حسنہ انسان کو عطا ہوتا ہے۔ پس جس خدا نے اپنی فیاضانہ مالکیت کا وہ نمونہ دکھلایا کہ عاجز بندوں کے لئے زمین و آسمان اور چاند سورج وغیرہ بنا دئے۔ اس وقت میں جبکہ بندوں اور ان کے اعمال کا نام ونشان نہ تھا کیا اس کی نسبت یہ گمان کر سکتے ہیں کہ وہ بندوں کا مدیون ہو کر صرف ان کے حقوق ادا کرتا ہے۔ اس سے بڑھ کر نہیں۔ کیا بندوں کا کوئی حق تھا کہ وہ ان کے لئے زمین و آسمان بناتا اور ہزاروں چمکتے ہوئے اجرام آسمان پر اور ہزارہا آرام اور راحت کی چیزیں زمین پر مہیا کرتا۔

پس اس فیاض مطلق کو محض ایک جج کی طرح فقط انصاف کرنے والا قرار دینا اور اسکے مالکانہ مرتبہ اور شان سے انکار کرنا کس قدر کفران نعمت ہے۔

○○○

ادنیٰ درجہ عدل کا ہوتا ہے۔ جتنا لے اتنا دے۔ اس سے ترقی کرے تو احسان کا درجہ ہے جتنا لے وہ بھی دے اور اس سے بڑھ کر بھی دے۔ پھر اس سے بڑھ کر ایتاء ذی القربیٰ کا درجہ ہے یعنی دوسروں کے ساتھ اس طرح نیکی کرے جس طرح ماں بچہ کے ساتھ بغیر نیت کسی معاوضہ کے طبعی طور پر محبت کرتی ہے۔ (کلام الٰہی) سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل اللہ ترقی کر کے ایسی محبت کو حاصل کر سکتے ہیں۔ انسان کا ظرف چھوٹا نہیں۔ خدا کے فضل سے یہ باتیں حاصل ہوتی ہیں۔ بلکہ یہ وسعت اخلاق کے لوازمات میں سے ہے۔ میں تو قائل ہوں کہ اہل اللہ یہاں تک ترقی کرتے ہیں کہ مادری محبت کے اندازہ سے بھی بڑھ کر انسان کے ساتھ محبت کرتے ہیں۔

فارسی منظوم کلام

دلِ من دلبرے را تخت گاہے
سرِ من در رہِ یارے نثارے

میرا دل دلبر کا تخت ہے اور میرا سر یار کی راہ میں قربان ہے

چہ گویم فضلِ اُو برمن چگون ست
کہ فضلِ اوست ناپیدا کنارے

میں کیا بتاؤں کہ مجھ پر اس کا فضل کس طرح کا ہے کیونکہ اس کا فضل تو ایک ناپید اکنار سمندر ہے

عنایتہائے اُو را چوں شمارم
کہ لطفِ اوست بیروں از شمارے

میں اس کی مہربانیوں کو کیونکر گنوں کہ اس کی مہربانیاں تو حدِ شمار سے باہر ہیں

مرا کاریست باآں دلستانے
ندارد کس خبر زاں کاروبارے

مجھے اس دلبر سے ایسا تعلق ہے کہ کسی کو بھی اس معاملہ کی خبر نہیں

بنالم بردرش زاں ساں کہ نالد
بوقتِ وضعِ حملے باردارے

میں اس کے دروازے پر اس طرح روتا ہوں جس طرح بچہ پیدا ہوتے وقت حاملہ عورت روتی ہے

مرا باعشقِ اُو وقتے ست معمور
چہ خوش وقتے چہ خرّم روزگارے

میرا وقت اسی کے عشق سے بھرپور ہے واہ کیا اچھا وقت ہے اور کیا عمدہ زمانہ ہے؟

ثنا ہا گویمت اے گلشنِ یار!
کہ فارغ کردی از باغ و بہارے

اے یار کے گلزار تیرے کیا کہنے۔ تو نے تو مجھے دنیا کے باغ و بہار سے بے پروا کر دیا

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں کہ میرا دل میرے دلبر کا تخت ہے جہاں تک میرے سر کا تعلق ہے وہ اس کی راہ میں قربان ہے۔ اس سلسلے میں آپ اس کے یعنی خدا تعالیٰ کے فضلوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس کے فضل تو مجھ پر اتنے زیادہ ہیں کہ گویا وہ ایک ایسا سمندر ہے جس کا کنارہ معلوم نہیں ہو سکتا۔ اور چونکہ مجھ پر اس کے فضل اور احسان بے شمار ہیں اس لئے میں کہہ سکتا ہوں کہ میں اگر انہیں گننے لگوں تو گن نہیں سکتا۔ لوگوں کو یہ باتیں اس لئے نظر نہیں آسکتیں کہ میرا اپنے دلبر سے کچھ ایسا تعلق ہے جسے وہ سمجھ نہیں سکتے۔ میں ہمیشہ اپنے آپ کو اس کے دروازے پر رکھتا ہوں اور اس کے فضل اور اسکے رحم کا امیدوار ہوتا ہوا اس کے دروازے پر ہر وقت گڑگڑاتا ہوں اور چونکہ میں اس سے مکمل طور پر محبت کرتا ہوں اس لئے میرا وقت نہایت اچھا گزر رہا ہے۔ حضرت صاحب اپنے دلبر (خدا تعالیٰ) سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ تو نے تو مجھے باغ و بہار سے بے پرواہ کر دیا ہے۔ اب مجھے تیرے گلزار کے علاوہ کسی اور باغ اور اسکی بہار سے کوئی تعلق نہیں۔ ان اشعار میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے خدا تعالیٰ سے تعلق اور اس سے محبت کا ذکر کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر انسان کے دل میں خدا تعالیٰ کی محبت پیدا ہو جائے تو اسے کسی اور چیز کی ضرورت نہیں رہتی۔ وہ خدا تعالیٰ کا ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ اس کا ہو جاتا ہے۔ اور وہ اس تعلق سے اپنی زندگی کو بہت بہتر بناتا چلا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس بات کی توفیق دے کہ خدا تعالیٰ سے ہمارا تعلق ایسا ہی ہو۔ آمین

خدا بڑی دولت ہے اس کے پانے کے لئے مصیبتوں کے لئے تیار ہو جاؤ۔ وہ بڑی مراد ہے اس کے حاصل کرنے کے لئے جانوں کو فدا کرو۔ عزیزو! خدا کے حکموں کو بے قدری سے نہ دیکھو۔ موجودہ فلسفہ کی زہر تم پر اثر نہ کرے۔ ایک بچہ کی طرح بن کر اس کے حکموں کے نیچے چلو۔ (عبادت کرو۔ عبادت کرو) کہ وہ تمام سعادتوں کی کنجی ہے۔ اور جب تو (عبادت) کے لئے کھڑا ہو تو ایسا نہ ہو کہ گویا تو ایک رسم ادا کر رہا ہے بلکہ (عبادت) سے پہلے جیسے ظاہر وضو کرتے ہو ایسا ہی ایک باطنی وضو کرو اور اپنے اعضاء کو غیر اللہ کے خیال سے دھو ڈالو تب ان دونوں وضوؤں کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ۔ اور (عبادت) میں بہت دعا کرو اور رونا اور گڑگڑانا اپنی عادت کر لو تا تم پر رحم کیا جائے۔ (حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نامور ادیبہ زاہدہ حنا (کراچی)

ہفت روزہ لاہور 8 فروری 1997ء

یہ ہماری بدبختی ہے کہ

ہم نے ڈاکٹر عبدالسلام کو جلاوطنی اور بے توقیری کے عذاب میں ڈالا

محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی سترویں سالگرہ کے موقع پر 29 جنوری 1996ء کے روز کراچی میں ایک تقریب منعقد کی گئی جس میں پاکستان کے دانشوروں اور ادیبوں نے کھل کر اس امر پر روشنی ڈالی کہ پاکستان کی مذہبی انتہا پسندی کے باعث وہاں کے عوام بالخصوص نوجوان ڈاکٹر صاحب سے وہ فوائد حاصل نہ کر سکے جن کے وہ اولین حقدار تھے لیکن اس میں شک نہیں کہ ان سب کے باوجود ڈاکٹر صاحب نے پھر بھی اہل وطن کے لئے اپنی حد استطاعت تک بہت کچھ کیا۔

محترمہ زاہدہ صاحبہ نے اس تقریب میں کہا۔

"جناب صاحب صدر معزز خواتین و حضرات!

کیا آج ہم اس لئے اکٹھے ہوئے ہیں کہ بیسویں صدی کے اختتام پر دنیا کا ایک ذی وقار شہری اور مایہ ناز سائنس دان ستر برس کا ہو گیا۔ کیا ہم یہاں اس لئے آئے ہیں کہ اس انسان کو اس کے سائنسی کارناموں پر داد دیں اس کے علم و فضل کے باب میں فصاحت و بلاغت کے دریا بہائیں اور واپس چلے جائیں ہو سکتا ہے کچھ لوگ اس لئے آئے ہوں لیکن میں معافی کی طلب گار ہوں کہ میں یہاں اس لئے نہیں آئی۔

ذرہ بھر ضرورت نہیں وہ شخص جو مغرب و مشرق کی دو درجن سے زیادہ یونیورسٹیوں کا اعزازی ڈگری یافتہ ہے۔ جسے دو درجن سے زیادہ اعلیٰ ترین "بین الاقوامی اعزازات" سے نوازا جا چکا۔ جو دو درجن سے زیادہ اہم ترین سائنسی اور تحقیقی کام کرنے والی سوسائٹیوں کی کی فیلوشپس اور ممبر شپس رکھتا ہے اسے آپ کی اور میری تعریف و توصیف کی ذرہ برابر ضرورت نہیں۔

میں یہاں حاضر ہوئی ہوں تو اس لئے کہ ڈاکٹر عبدالسلام کی سترویں سالگرہ کے موقع پر اپنی اور اپنی قوم کی بدبختی پر گریہ کروں' اس بات کو کہوں کہ ہم نے نوبل انعام یافتہ عبدالسلام کے ساتھ وہی کچھ کیا جو ہم سینکڑوں برس سے اپنے علماء و فضلاء کے ساتھ کرتے آئے ہیں۔

ہم تاریخ کے اتنے بڑے جھوٹے ہیں کہ کل اپنے جن خرد افروز اور علم دوست مفکروں' دانشوروں اور فلسفیوں پر ہم نے کفر و الحاد کے فتوے لگائے تھے' جن پر زیست حرام کر دی تھی۔ آج ہم انہی کے ناموں کے آگے رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں اور ان کے نام سے پہلے "امام" نہ لکھنے کو کفر کے مترادف قرار دیتے ہیں۔ ہم بھول چکے ہیں کہ ابن حزم کا مدرسہ اور کتب خانہ ہم نے جلایا تھا اور اسے قید و بند کی مصیبتوں سے ہم نے گزارا ہے آج وہ ہمارے لئے امام ابن حزم ہے۔ ہم کسی کو یہ نہیں بتاتے کہ ہم نے ابن تیمیہ کی کتابیں جلائیں اور اسے قید کیا۔

اور جب اس پر بھی ہمارا جی خوش نہ ہوا تو قید کے دوران اس سے تصنیف و تالیف کی آزادی سلب کر لی' اس کی کتابیں اور مسودے ضبط کر لئے' آج ہم اسے امام لکھتے نہیں تھکتے اور تاریخ کا یہ سچ چھپاتے ہیں کہ کاغذ و قلم سے محروم ہونے والے ابن تیمیہ نے اپنے قید خانے کی دیواروں پر اپنے ناخنوں سے کھرچ کر کیا جملہ لکھا تھا۔

مسلم دنیا کا آخری نابغہ روزگار ابن رشد جو اپنے خیالات و افکار کے سبب بہت ذلیل و رسوا ہوا۔ مسجد قرطبہ کی سیڑھیوں پر نمازیوں کے جوتے صاف کرنے کی سزا دی گئی۔ جسے جلاوطن کیا گیا۔ اس کی کتابیں قرطبہ کے چوک میں جلائی گئیں۔ آج اسی ابن رشد کے حوالے سے ہم یورپ میں نشاۃ ثانیہ کا سہرا اپنے سر باندھتے ہیں۔ ہم فخر سے یہ کہتے ہیں کہ روجن بیکل نے 1230ء میں ابن رشد کی کتابوں کے لاطینی ترجمہ کو یورپ کی علمی تاریخ کا ایک عظیم واقعہ قرار دیا ہے۔

عالم اسلام میں علم پروری اور عقل دوستی کا زوال ابن ہیثم اور البیرونی سے پہلے ہی شروع ہو چکا تھا۔ اور یہ عمل بارھویں صدی کے آخری برسوں میں ابن رشد کی ذلت آمیز جلاوطنی کے بعد مکمل ہوا۔ اس عظیم سانحے کو ہزار برس گزر چکے لیکن بستیوں نے مسلسل اترتے رہنے اور یورپی استعمار کی نو آبادیات بن جانے اور نام نہاد سیاسی آزادی کے بعد مغرب کی اقتصادی غلامی میں آنے کے باوجود سائنس اور ٹیکنالوجی کے باب میں ایک روشن خیال اور وسیع المشرب سماج کی تعمیر کے سلسلے میں ہمارے رویے آج بھی دسویں گیارھویں بارھویں صدی عیسوی کے آگے نہیں بڑھے۔ ابن رشد کو ہسپانیہ کے یہودیوں نے اپنے سینے سے لگایا اور اس کے خیالات و افکار یورپ کی علمی اور سائنسی ترقی کا نکتہ آغاز بنے۔

اور ہم آج آٹھ سو برس بعد بھی اتنے ہی بدبخت ہیں۔ کہ ہم نے اپنے ایک نابغہ روزگار کے لئے اس کے اپنے ملک میں عرصہ حیات تنگ کر دیا۔

جلاوطنی کی زندگی دیار غیر میں جلاوطنی کی زندگی گزارنے والے ڈاکٹر عبدالسلام سے اب مغرب و مشرق کی ذہانتیں۔ استفادہ کرتی ہیں۔ یہ شخص طبیعیات کا نوبل انعام لینے جاتا ہے۔ تو سویڈن کا بادشاہ اور ملکہ اس کا انتظار کرتے ہیں۔ شاہی خاندان کے سامنے اس کی آمد کا اعلان بگل بجا کر کیا جاتا ہے۔ دنیا بھر سے آئے ہوئے ہزارہا سائنس دان' دانشور اور طالب علم کھڑے ہو کر اس کی تعظیم کرتے ہیں۔ لیکن نوبل انعام یافتہ سائنس دان جب اپنے ملک کا رخ کرتا ہے۔ تو برسراقتدار خواتین و حضرات اسے ملاقات کا وقت نہیں دیتے معمولی سرکاری اہل کار سائنس کی ترقی کے لئے اس کی بیش قیمت تجاویز اور پیش کشوں کے معاملات کو سرد خانے میں ڈال دیتے ہیں۔

اور اس شہر کا ایک تعلیمی ادارہ اسے اپنے ہاں مدعو کرتا ہے تو مذہبی جنونیوں کا ایک ٹولہ اس کی آمد کو کفر و اسلام کی جنگ میں تبدیل کر دیتا ہے

آج ہم تباہی و بربادی کی جس دلدل میں دھنسے ہوئے ہیں اس کا بنیادی سبب ہماری علم دشمنی' جہل دوستی' اور اپنے عالموں اور فاضلوں کی توہین و تذلیل ہے ہم اپنی ذہانتوں کو دیس نکالا دیتے ہیں۔ اور اس پر فخر کرتے ہیں ہم اس ملک میں تفکر و تدبیر کے سوتوں پر پہرے بٹھاتے ہیں۔ ہم اپنی دانش گاہوں میں ذہانت کو پنپنے نہیں دیتے۔ اور کبھی ملحد کبھی کافر اور کبھی بے راہ رو قرار دے کر مجبور کر دیتے ہیں کہ

وہ دیار غیر کا رخ کریں اور ان کی ذہانتیں یورپ اور امریکہ میں گل و گلزار کھلائیں۔ ہم جس تیزی سے زوال اور ذلت آمیز غلامی کی طرف جا رہے ہیں اس کا بنیادی سبب یہی ہے کہ ہمارے سیاسی رہنما اور ہمارے دانشور منافقت میں مبتلا ہیں۔ کسی بھی قوم کی رہنمائی اس کے سیاستدان مدبر مفکر اور دانشور کرتے ہیں۔ اور جب یہی طبقہ مصلحت و منافقت کا شکار ہو جائے تو قوم کا وہی حشر ہوتا ہے جو ہمارا ہے۔

آج ہم سے کتنے ہیں کہ جو اٹھ کر باآواز بلند کہہ سکیں۔

یہ وہ پاکستان نہیں ہے جس کا وعدہ جناح صاحب نے ہندوستانی مسلمانوں سے کیا تھا۔

آج ہم میں سے کتنے ہیں جو اس پر اصرار کرتے ہیں۔ 11۔ اگست 1947ء کو پاکستان کی دستور ساز اسمبلی کے پہلے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے بانی پاکستان نے واشگاف الفاظ میں کہا تھا کہ پاکستان ایک مذہبی ریاست نہیں ہوگا۔ اور یہ کہ اس نئے وطن میں' مذہب' نسل' رنگ' اور زبان کو تفریق کا سبب نہیں ٹھہرایا جائے گا اور پاکستان کے تمام شہریوں کو مساوی حقوق حاصل ہوں گے۔

سب سے بڑا المیہ ہمارا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ یہاں کے عوام ہر مرتبہ تنگ نظر مذہبی راہنماؤں کو مسترد کر دیتے ہیں اور جمہوریت پسندی و روشن خیالی کے دعویدار سیاست دانوں کو حق حکمرانی سونپتے ہیں۔ لیکن ایسی ہر جماعت اقتدار میں آنے کے بعد منافقت اور سیاسی مصلحت پسندی سے کام لیتے ہوئے سول اور فوجی نوکر شاہی اور جاگیرداری کے سامنے ہتھیار ڈال دیتی ہے لبرل عوام کی نمائندہ اور بانی پاکستان کے سیاسی افکار کی پیروکار ہونے کی دعویدار جماعتیں اسٹیبلشمنٹ سے اس قدر خوفزدہ رہتی ہیں۔ اس کی بہترین مثال پاکستان کا آئین ہے۔ ان جماعتوں نے اسٹیبلشمنٹ کے دباؤ میں آ کر آئین میں ایسی تبدیلیاں کیں یا ایسی ترامیم کو تحفظ فراہم کیا۔ جس نے پاکستانی آئین کو بانی پاکستان کی سیاسی فکر سے یکسر متصادم آئین بنا کر رکھ دیا۔

آج اگر ڈاکٹر عبدالسلام اس محفل میں موجود نہیں اور وطن سے دور شدید ذہنی اذیت کی زندگی بسر کر رہے ہیں' اگر وہ وطن میں اپنی بے وقعتی اور ناقدری پر غمزدہ ہیں۔ اور آج اگر وہ اس ملک کے دوسرے درجے کے شہری ہیں تو اس کے ذمے دار پاکستانی عوام ہیں اور نہ بانی پاکستان اس تمام صورت حال کی ذمہ داری ان سیاسی جماعتوں پر عائد ہوتی ہے جو خود کو قائد اعظم کا وارث کہتی ہیں۔ لیکن عملاً ان کے افکار کی نفی کرتی ہیں۔ اس کی ذمہ داری ان ترقی پسند اور روشن خیال تنظیموں پر عائد ہوتی ہے۔ جو پاکستان کے روادار کشادہ دل عوام کی صحیح ترجمانی کرنے سے قاصر ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر اس المناک صورت حال کے ذمہ دار ایسے تمام دانشور ہیں جو اپنی جماعتی وابستگی یا کسی خوف یا کسی مصلحت کے سبب سچ بولنے اور سچے موقف پر اصرار کرنے سے دامن بچاتے ہیں۔

ڈاکٹر عبدالسلام اس صدی میں طبیعیات کے شعبہ کی عظیم ذہانتوں میں سے ایک ہیں جس دھرتی سے ان کا خمیر اٹھا اسے ان پر ناز کرنا چاہئے تھا۔

لیکن یہ ان کی نہیں ہماری سیاہ بختی ہے کہ ہم نے انہیں جلاوطنی اور بے توقیری کے عذاب میں ڈالا۔"

مغرب سے متعدد معاملات پر شدید اختلاف رکھنے کے باوجود ہمیں اس کا شکر گزار ہونا چاہئے کہ ہمارے جلاوطنوں کو پناہ وہیں ملتی ہیں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ اگر مغرب کے شہر ہمارے اس نابغہ روزگار کو پناہ نہ دیتے تو آج وہ بھی ابن تیمیہ کی طرح کسی قید خانے میں ہوتا اسے بھی کاغذ و قلم کی نعمتوں سے محروم کر دیا گیا ہوتا اور وہ اپنے ناخنوں سے کوٹھڑی کی دیواروں پر یہ جملہ کھرچ رہا ہوتا کہ اگر مجھے کوئی حقیقی سزا دی گئی تو وہ یہی سزا ہے۔

(بشکریہ احمدیہ ٹیلی ویژن 22 نومبر 1996ء)

تحریک جدید کے سال نو (63) کا اعلان اور افراد جماعت کا فرض

○ بفضل خدا تحریک جدید کے باسٹھ سال گزر چکے ہیں اور ترسٹھویں سال کا آغاز ہو چکا ہے حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کی طرف سے قربانیوں کی دعوت پر والہانہ لبیک کہتے ہوئے مسابقت کی روح کے ساتھ اولین موقع پر اپنی قربانی محبوب امام کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کیجئے۔

ایسی قربانی:۔

1۔ جو آپ کی استطاعت سے کم نہ ہو اور آپ کی سابقہ قربانیوں سے بہت بڑھ کر ہو۔

2۔ آپ کے اخلاص اور تحریک جدید کی عظمت کی آئینہ دار ہو۔

3۔ آپ کے جملہ افراد خاندان پر مشتمل ہو بلکہ وفات پانے والوں کی طرف سے بھی پیشکش کی حامل ہو۔

(وکیل المال اول تحریک جدید)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادرفتگان

ڈاکٹر پرویز پروازی

ڈاکٹر مرزا عبدالرؤف

ابھی ابھی لندن سے ڈاکٹر مرزا عبدالرؤف صاحب کی سناؤنی آئی۔ دو ہفتے پہلے ہی تو ڈاکٹر حافظ مسعود احمد صاحب کے ذکر خیر میں میں نے ان کا ذکر بھی کیا تھا کہ قادیان سے قادیان کے ڈاکٹر جہاں جہاں جاکر بیٹھے وہیں وہیں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو پروانوں کی طرح ان کے گرد اکٹھا کر دیا۔ مگر عجیب اتفاق ہوتا رہا فتنہ و فساد کے دروازے کھلتے تو یہی لوگ سب سے پہلے اس ظلم وستم کا نشانہ بنتے اور جب وہی فتنے پیدا کرنے والے بیمار ہوتے تو علاج کے لئے انہی لوگوں کی طرف بھاگتے۔ ڈاکٹر مرزا عبدالرؤف صاحب قادیان سے اٹھے تو کیمبل پور (اٹک) میں جاکر بیٹھے۔ نستعلیق آدمی تھے۔ پان کھاتے' سر پر کلا والی پگڑی باندھتے' لمبا حضرت امام جماعت الثانی صاحب کی طرز کا کوٹ پہنتے' مریضوں سے ہنسی مذاق کی باتیں کرتے تھے۔ ان کے چہرے پر یبوست کبھی نہ آتی دیکھی۔ باتوں میں موہنی تھی مریضوں کو کیا صحت مندوں کو بھی اپنی شخصیت کا مریض بنالیتے تھے۔

قادیان میں ہماری محلہ داری تھی۔ اباجی سے دوستی اس پر مستزاد اس لئے ان کا گھر ہمارے لئے دوسرا گھر تھا۔ ان کے گھر والے بھی ہمیں اپنے بچوں کی طرح چاہتے تھے اور پیار کرتے تھے۔ ان کے بیٹوں میں سے عبدالرحیم انور بہت بعد کو تعلیم الاسلام کالج میں ہمارے دوست بنے۔ جب پہلے پہل داخل ہونے کے لئے آئے تو چچا عبدالرؤف انور کو لے کر پہلے ہمارے ہاں ہی آئے۔ اگلے روز انور کالج میں داخل ہو گیا اور ہوسٹل میں رہنے لگا۔ اباجی اس کا اسی طرح خیال رکھتے تھے جیسے اپنے بچوں کا رکھتے تھے۔ دوسرا بیٹا مجید تو بہت چھوٹا تھا اب تو نانا بن چکا ہے۔ اس سے نو کی دہائی میں آکریوں تعلق بنا کہ اس کی بیٹی گورنمنٹ کالج فیصل آباد میں ایم اے انگریزی میں داخل ہوئی تو روزانہ ہمارے ساتھ ربوہ سے فیصل آباد آنے جانے لگی۔ ہمیں اس کے دادا کی مہربانیاں اور محبتیں یاد تھیں اس لئے ہمیں اپنی بیٹیوں جیسی ہی لگتی تھی اور ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی ایک صاحبزادی ہمارے دوست فیض اسلم سے بیاہی گئیں۔ فیض اسلم اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رحمت کے سائے میں رکھے ہمارا نہایت قریبی دوست تھا اور ہم سے سینئر ہونے کے باوجود شعر وشاعری کے ناطے ہمارے ساتھ بہت بے تکلف تھا۔ سیشن جج رہا اور ایک روز اچانک سڑک کے ایک حادثے میں اپنی جان' جان آفریں کے سپرد کر دی۔ بچے چھوٹے چھوٹے رہ گئے۔ دارالرحمت میں ہمارے ساتھ کے مکان میں آکر بسے۔ ان کی بیوہ تسنیم نے بیوگی کا زمانہ بڑے حوصلہ سے گزارا بچوں کو پرورش کیا۔ پڑھایا لکھایا۔ انہی بچوں میں سے ثریا جبیں جسے گھر والے اور ہم سب پیارے سے شفو کہتے ہیں گورنمنٹ کالج فیصل آباد میں ایم اے اردو میں ہماری شاگرد ہوئی۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے گھربار والی اور دو بچوں کی ماں ہے۔ آسٹریلیا میں بیٹھی ہے۔ فیض اسلم کا بڑا بیٹا مانی' جرمنی میں بیٹھا ہے۔ تسنیم اور ان کے بچے لندن میں ہیں جہاں آج کل ڈاکٹر صاحب کچھ عرصہ سے مقیم تھے۔ ابھی ان کی وفات کی اطلاع ملی تو ٹیلی فون کیا۔ انور سے بات ہوئی ساتھ ہی تسنیم سے بھی بات ہوئی۔ وہ بچاری دراصل اب بے سہارا ہوئی ہیں باپ نے اپنی زندگی میں تو اس بچی کو کبھی بے چارگی اور بے سہارا ہونے کا احساس نہ ہونے دیا۔ جب بھی ربوہ آتے انہی کے ہاں ٹھہرتے حالانکہ اپنا بہت اچھا اور بڑا مکان کالج والی سڑک پر بنوا رکھا تھا۔ فیض اسلم کے بچوں سے انہیں پیار بھی دوسرے پوتوں نواسوں سے زیادہ تھا۔ شفو' جو ان کی نواسی ہے انہیں اپنی پوتی' روپا سے زیادہ عزیز تھی۔ اب تو وہ نواسی اور پوتی نند بھاوج بھی ہیں اور دونوں ہماری شاگرد بھی ہیں اور بیٹیاں بھی۔ قادیان کی ہمسائیگی اور بزرگوں کی شفقت کا رشتہ کتنا دیرپا ہوتا ہے اور دور دور پھیلتا ہے۔

قادیان میں ڈاکٹر صاحب کا کلینک محلہ دارالفضل میں تھا۔ مکان بھی ہمارے مکان کے قریب ہی تھا۔ ہروقت آنا جانا لگا رہتا تھا۔ کبھی ان کے کلینک پر کبھی ان کے گھر پر۔ کلینک پر تو زیادہ ہی آنا جانا ہوتا کیونکہ ہم بیمار بھی بہت ہوتے تھے۔ کبھی امی لے کر جاتیں اور پھر اتنا ہیاؤ کھل گیا کہ اکیلے ہی جا پہنچتے تھے۔ ساتھ ہی تو تھا۔ ڈاکٹر صاحب ہمیں دیکھتے تو مسکرا کر پوچھتے کیا ہو گیا؟ ہم اپنی تکلیف بیان کرتے اور دوا اور ٹافی لے کر واپس آجاتے ہمیں پتہ ہی نہیں تھا کہ ڈاکٹر سے دوالیں تو اس کے پیسے بھی دینے ہوتے ہیں۔ ہمیں تو صرف اتنا پتہ تھا کہ یہ ڈاکٹر صاحب مریض بچوں کو ٹافیاں گولیاں بھی دیتے ہیں۔ اگر ہمارے ابا انہیں کوئی پیسے بعد میں ادا کرتے ہوں تو ہمیں پتہ نہیں۔ حساب دوستاں در دل والا حساب چلتا تھا۔ دوسروں کے بارہ میں بھی یہی کچھ ہوتا ہو گا مگر ہمیں پتہ نہیں۔

ان کا صہری تعلق بلوچوں سے تھا۔ سردار سیف اللہ خاں صاحب ان کے برادر نسبتی تھے۔ خالہ زینب اہلیہ ڈاکٹر عبدالرؤف صاحب کے بھائی۔ قادیان میں تو ہم صرف سردار نذر حسین صاحب کو جانتے تھے خدا معلوم ان دو بلوچوں میں کوئی رشتہ بھی تھا یا ویسے ہی ہمیں بلوچ ہونے کی اور محلہ داری کی وجہ سے ایک ہی خاندان کے لوگ لگتے تھے سردار سیف اللہ خاں صاحب اس لئے یاد رہ گئے کہ ان کی ہمشیرہ ہمارے ساتھ بہت پیار کرتی تھیں۔ دراصل قادیان میں کوئی گھر ہی ایسا رہا ہو گا جس کے کسی نہ کسی فرد نے ہماری پھوپھی' بیگم جی' اہلیہ مولوی غلام نبی مصری سے کلام الٰہی نہ پڑھا ہو۔ وہ جگ استاد تھیں اور قادیان کے بچے دور دور سے ان سے پڑھنے آتے تھے۔ بہت بعد کو ان بلوچوں سے ہمارا بھی صہری تعلق اس طرح بنا کہ قبلہ محترم مولانا محمد اسماعیل حلالپوری کی ایک صاحبزادی پھوپھی عارفہ بلوچوں میں بیاہی ہوئی تھیں' سردار کرم داد خاں صاحب کے ساتھ۔ اور سردار کرم داد خاں سردار سیف اللہ خاں کے سگے چچا تھے پھر ہماری بیوی کے چچا عبداللطیف انور صاحب کا رشتہ بھی بلوچوں سے ہے۔ اصل رشتہ تو احمدیت کا رشتہ ہے اس رشتہ کے سامنے دوسرے سب رشتے ہیچ ہو جاتے ہیں۔

چچا عبدالرؤف کی سب سے بڑی خصوصیت یہ تھی کہ دوستوں کے دوست تھے۔ جب ہم کالج کے زمانہ میں ایک بار کیمبلپور گئے تو ان کی اس دوستداری کا مظاہرہ دیکھا۔ احمدیوں سے تو ان کا تعلق تھا ہی کیونکہ کیمبل پور کے امیر جماعت تھے۔ ہمیں شرفائے شہر اور اساتذہ میں بہت سے ایسے لوگ ملے جو ڈاکٹر صاحب کا دوست ہونے پر فخر کا اظہار کرتے تھے۔ ہم گئے تو کالج کے کسی مباحثہ میں شرکت کے لئے تھے مگر ٹھہرے ڈاکٹر صاحب کے ہاں تھے۔ اگلے روز مباحثہ میں انعام جیتنے کے بعد گھر واپس آئے تو ڈاکٹر صاحب سے ذکر تک نہ کیا کہ ہم نے کالج میں کوئی معرکہ مارا ہے۔ ان کے ایک سے زیادہ دوستوں نے انہیں مبارکباد دی کہ ربوہ سے آئے ہوئے مقرر نے پہلا انعام جیتا تو ڈاکٹر صاحب حیران ہوئے فرمانے لگے ایک تو میرا بھتیجا ہے اور میرے ہاں ہی ٹھہرا ہوا ہے اس نے تو ذکر نہیں کیا۔ شام کو ملاقات ہوئی تو فرمانے لگے "بدتمیز کالج میں کیا کر آئے ہو؟" ہمارے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے کہ کیا رپورٹ ڈاکٹر صاحب تک پہنچی؟ ہم نے تو کوئی ایسی ویسی حرکت نہیں کی۔ پھر مسکرا کر فرمایا "سنا ہے انعام جیت کر آئے ہو؟ بتایا تو ہوتا میں کئی دوستوں کو انجانے میں مٹھائی کھلا چکا ہوں۔" بہت مہربان تھے۔ کافی دنوں بعد تک دوستوں سے ہمارا ذکر کرتے رہے۔ ہم نے تو اس انعام کو ایک عام سی بات جانا تھا کیونکہ اللہ کے فضل سے ایسے بہت سے انعام جیت چکے تھے مگر چچا عبدالرؤف کے لئے یہ بات اس لئے اہم تھی کہ ان کے قول کے مطابق ربوہ کے بچوں کو اگر انعام ملے تو اس کا چرچا خوب کرنا چاہئے۔ اس سے دوسروں کو پتہ چلتا ہے کہ ہمارے احمدی بچے دوسروں سے کیسے کیسے میدانوں میں بھی ممتاز ہیں۔

1947ء میں ڈاکٹر صاحب کا مکان اور کلینک اردگرد سے لٹ پٹ کر آنے والوں سے پٹا پڑا تھا۔ زخمی آتے' ڈاکٹر صاحب دن رات ان کی دیکھ بھال کرتے۔ جماعت کی طرف سے مہاجرین کی دیکھ بھال کا پورا انتظام تھا مگر ایک ہسپتال کہاں تک سب کی دیکھ بھال کر سکتا۔ سارے ڈاکٹر اپنی اپنی جگہ پر اپنے اپنے کام میں مصروف تھے اسی لئے دشمنوں کی ہٹ لسٹ پر تھے۔ ڈاکٹر صاحب بھی ہٹ لسٹ پر تھے۔ آخر جماعت کی طرف سے انہیں حکم ہوا کہ اب پاکستان کی طرف نقل مکانی کر جائیں۔ جس قافلہ میں ہم لوگ قادیان سے روزانہ ہوئے اسی قافلہ میں بلکہ اسی ٹرک میں ڈاکٹر صاحب بھی تھے۔ ہمیں اس ٹرک میں ڈاکٹر صاحب کی موجودگی کا علم واہگہ بارڈر کراس کرنے کے بعد ہوا۔ جب قافلہ خیرخیریت سے سرحد عبور کر کے پاکستان میں داخل ہو گیا اور ڈاکٹر صاحب ہٹ لسٹ والوں کی زد سے باہر نکل آئے تو معلوم ہوا۔ اسی طرح اٹک میں کئی بار ہٹ لسٹ پر رہے مگر ہر بار اللہ تعالیٰ نے حفاظت فرمائی۔ جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے کا عملی نظارہ ہم نے ڈاکٹر صاحب کے معجزانہ بچاؤ میں ایک سے زیادہ بار دیکھا۔

ڈاکٹر صاحب نے ربوہ میں کالج کے قریب ایک بڑا خوب صورت اور بڑا مکان بنایا مگر اس میں منتقل نہیں ہوئے۔ ان کے داماد جج فیض اسلم فوت ہو گئے تو ڈاکٹر صاحب کی ترجیحات بدل گئیں۔ ان کی اپنی اولاد میں سے مجید ان کے کلینک پر ان کی مدد کرتا رہا مگر آخر اسے بھی ملک چھوڑنا پڑا اور جرمنی میں آبسا۔ ایک بیٹا احمدیت کی خاطر قید وبند کی مصیبتوں سے بھی دوچار ہوا۔ انور تو مدتوں سے لندن میں بسا ہوا تھا۔ بیٹیاں اپنے اپنے گھروں میں آباد تھیں مگر فیض اسلم کی وفات نے ڈاکٹر صاحب کو چھوٹے چھوٹے بچوں کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے دوبارہ توانائی دے دی۔ سب کچھ بھول کر ان بچوں کی خاطر وقف ہو گئے۔ ہمیں یاد نہیں کہ ان بچوں کو بھول کر بھی اپنے باپ کے نہ ہونے کا احساس ہوا ہو۔ نانا ان کے لئے باپ بن گیا۔ ثریا جبیں نے ہمیں کئی بار بتایا کہ نانا ابا ہم لوگوں کی تکلیف پر کس طرح بے تاب اور بے قرار ہو جاتے ہیں۔ اب لندن میں آنا بھی انہیں بچوں کی وجہ سے ہوا ہو گا ورنہ انور تو مدتوں سے لندن میں بیٹھا تھا مگر باپ ملک چھوڑنے پر راضی نہیں تھا۔

اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور انہیں اپنے فضلوں کی چادر میں لپیٹ لے۔ آمین۔ قادیان سے اٹھ کر آنے والے لوگ جہاں جہاں بھی بسے تھے اپنے حسن اخلاق اور ہمدردی کی وجہ سے وہیں وہیں لوگوں کے دل میں جگہ بنالی تھی مجھے یقین ہے جب ان کی وفات کی خبر اٹک پہنچی ہو گی تو ہزاروں لوگوں نے انہیں خراج تحسین پیش کیا ہو گا اور ان کی وفات پر محزون ہوئے ہوں گے۔

ooo

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) فرماتے ہیں

تدابیر انسان کو ظاہری گناہ سے بچاتی ہیں۔ لیکن ایک کشمکش اندر قلب میں باقی رہ جاتی ہے۔ اور دل ان مکروہات کی طرف ڈانواں ڈول ہوتا رہتا ہے۔ ان سے نجات پانے کے لئے دعا کام آتی ہے کہ خدا تعالیٰ قلب پر ایک سکینت نازل فرماتا ہے۔ مگر ایک کامیابی کی جڑ تقویٰ اور سچا ایمان ہے اس کے نہ ہونے سے گناہ صادر ہوتے ہیں۔ مقدر جو انسان کا ہے وہ اسے مل کر رہتا ہے پھر نہیں معلوم کہ خلاف تقویٰ امور کی ضرورت کیوں درپیش آتی ہے۔

انسان اگر اپنے نفس کی پاکیزگی اور طہارت کی فکر کرے اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگ کر گناہوں سے بچتا رہے تو اللہ تعالیٰ یہی نہیں کہ اس کو پاک کر دے گا بلکہ وہ اس کا متکفل اور متولی بھی ہو جائے گا۔ اور اسے خبیثات سے بچائے گا۔ اندرونی معصیت۔ ریاکاری۔ عجب۔ تکبر۔ خوشامد۔ خودپسندی۔ بدظنی اور بدکاری وغیرہ وغیرہ خباثتوں سے بچنا چاہیئے اگر اپنے آپ کو ان خباثتوں سے بچاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو پاک اور مطہر کر دے گا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

ضروری نوٹ:- مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جا رہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز - ربوہ

مسل نمبر 31086 میں مریم صدیقہ بیوہ سردار خان قوم جٹ پیشہ خانہ داری عمر 75 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کرم آباد لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 96-10-1 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ 1- حق مہر وصول شدہ۔/500 روپے۔ 2- طلائی وزنی بالیاں مالیتی۔/5000 روپے۔ 3- ترکہ خاوند فروخت شدہ زمین کا 1/8 حصہ۔/33125 روپے۔ 4- ترکہ خاوند اڑھائی ایکڑ زمین کا 1/8 حصہ مالیتی۔/25000 روپے۔ 5- ترکہ مکان نمبر 5/6 واقع کرم آباد لاہور کا 1/8 حصہ مالیتی۔/56000 روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ۔/1000 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ مریم صدیقہ 5/6 کرم آباد لاہور گواہ شد نمبر 1 امتیاز احمد پسر موصیہ گواہ شد نمبر 2 منور محمود کاہلوں وصیت نمبر 19425۔

مسل نمبر 31087 میں بشریٰ حفیظ زوجہ خالد حفیظ قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر 35 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن موہنی روڈ لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 96-11-12 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ 1- حق مہر بذمہ خاوند محترم۔/8000 روپے۔ اور زیورات طلائی 26 تولہ مالیتی۔/150000 روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ۔/500 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ بشریٰ حفیظ مکان نمبر 244 عزیز روڈ احمد پارک موہنی روڈ لاہور گواہ شد نمبر 1 محمد صدیق شاکر وصیت نمبر 17571 گواہ شد نمبر 2 میاں محمد بشیر وصیت نمبر 13568۔

مسل نمبر 31088 میں سیدہ ندرت توقیر بنت سید توقیر مجتبیٰ قوم سید پیشہ طالب علمی عمر ساڑھے بیس سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن لاہور کینٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 96-11-29 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی۔ اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ۔/100 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ سیدہ ندرت توقیر لاہور کینٹ گواہ شد نمبر 1 محمد حفیظ سیکرٹری وقف جدید حلقہ شمالی چھاؤنی لاہور گواہ شد نمبر 2 سید توقیر مجتبیٰ والد موصیہ۔

مسل نمبر 31089 میں غزالہ منصور زوجہ منصور احمد انور قوم پراچہ پیشہ خانہ داری عمر 34 سال بیعت 1979ء ساکن پراچہ منزل موہنی روڈ لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 96-11-24 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ حق مہر۔/25000 روپے۔ اور زیورات طلائی وزنی 12 تولہ مالیتی۔/67200 روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ۔/500 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ غزالہ منصور پراچہ منزل موہنی روڈ لاہور گواہ شد نمبر 1 محمد صدیق شاکر وصیت نمبر 17571 گواہ شد نمبر 2 منصور احمد انور خاوند موصیہ وصیت نمبر 23977۔

مسل نمبر 31090 میں منظر بشیر ولد چوہدری عبداللطیف قوم جٹ پیشہ طالب علمی عمر 18 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن جہانگیر پارک شاہدرہ ٹاؤن لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 96-6-10 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی۔ اس وقت میری

باقی صفحہ 7 پر

حافظ محمد صدیق - مربی سلسلہ

چند یادیں

روزنامہ الفضل کے ایڈیٹر مکرم جناب نسیم سیفی صاحب نے ایک مرتبہ مجھے استاذی المکرم جناب مولانا محمد شریف صاحب (داعی الی اللہ بلاد عربیہ و مغربی افریقہ) کے پاس ان کے انٹرویو کے لئے بھجوایا۔ حضرت مولانا موصوف بڑے پیار اور محبت کے ساتھ پیش آئے۔ بہت ہی درویش طبع انسان تھے میں ان سے ان کے بارہ میں جو نہی کچھ پوچھنے کی کوشش کرتا وہ مجھے میرے والد محترم قریشی محمد شفیع صاحب کے بارہ میں مختلف باتیں بتانی شروع کر دیتے اور اس طرح اپنی ہر خوبی کو چھپانے کی پوری پوری کوشش کرتے۔

میں نے بڑی جدوجہد کے بعد ان سے اتنا ہی معلوم کیا کہ وہ کہاں پیدا ہوئے۔ انہوں نے کہاں تعلیم پائی اور بطور مربی کہاں کہاں خدمت کا موقعہ ملا۔ مولانا موصوف کا ایک واقعہ مجھے یاد آ رہا ہے وہ اس موقعہ پر پیش خدمت ہے۔ کینیا کے لئے جب میری تعیناتی کا حکم ہوا تو مجھے سواحیلی زبان کی تیاری کے لئے مختلف دوستوں سے مدد کے سلسلہ میں ملنے کا موقعہ ملا میں حضرت مولانا محمد شریف صاحب موصوف کی خدمت میں بھی راہنمائی کے حصول کے لئے حاضر ہوا۔ مولانا نے مجھے مشورہ دیتے ہوئے فرمایا۔ حافظ صاحب جو قومیں دنیا پر حکمرانی کرتی ہیں وہ اپنی زبان غیر اقوام کو سکھایا کرتی ہیں آپ سواحیلی زبان کی فکر نہ کریں آپ افریقہ جا کر اہل افریقہ کو اپنی اردو زبان سکھائیں۔ مولانا موصوف کی یہ بات مجھے بہت پسند آئی اور آج بھی یہ میرے دلنشین ہے یہ کتنی اچھی بات ہے ہمارے پیارے حضرت صاحب M.T.A کے ذریعہ ساری دنیا کو اردو زبان سکھا رہے ہیں۔ اور حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اکثر کتب جو اردو زبان میں تصنیف شدہ ہیں' اردو کی ترویج میں کل عالم میں عظیم الشان اہمیت کی حامل ہیں۔ حضرت مولانا موصوف کے مشورے کا ہرگز یہ مطلب نہیں تھا کہ میں سواحیلی نہ سیکھوں' ان کا مطلب دراصل یہ تھا کہ جب یہ افریقہ جائے گا سواحیلی زبان تو سیکھ ہی لے گا البتہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اردو کی اہمیت سے غافل ہو جائے یورپ میں ایسا ہی ہوا ہے بلکہ مشرقی افریقہ میں بھی میں نے بعض ایشیائی خاندان دیکھے ہیں جو نہ تو سواحیلی معیاری بول سکتے ہیں اور نہ ہی اپنی مادری زبان اردو۔

اسی تسلسل میں ایک واقعہ مکرم محترم جناب مولانا غلام باری سیف کا بھی سن لیجئے یہ اس دور کی بات ہے جب میں جامعہ احمدیہ میں درجہ ثالثہ میں تحصیل علم کر رہا تھا۔ موسم گرما کی تعطیلات میں ہماری کلاس کو حضرت مولانا کی زیر نگرانی سندھ کے دورہ پر جانا تھا۔ چند ایک طلبا نے مشورہ دیا کہ ہم سب ملکر ریلوے سفر کے لئے کنسیشن پاس بنوا لیتے ہیں چنانچہ اس سلسلہ میں ریلوے سٹیشن ربوہ سے ضروری فارم حاصل کیا گیا فارم پر کرنے کے بعد اس پر حضرت مولانا موصوف کے دستخط کروانے تھے جب ہم وہ فارم لیکر مولانا کے گھر شام کے قریب گئے۔ مولانا نے فارم الف تا یاء بنظر غور پڑھا اور پھر فرمانے لگے کہ دوستو! اس فارم میں جو باتیں ریلوے کی طرف سے شائع شدہ ہیں ان کے لئے ہمارا استحقاق ثابت نہیں ہوتا اور یہ کہہ کر آپ نے فارم بڑی تیزی سے پھاڑ دیا اور فرمایا کہ ہم ریلوے کنسیشن نہیں لیں گے۔ حضرت مولانا کی یہ بات مجھے بہت پیاری لگی اور اب بھی میرے دل پر نقش ہے۔ مکرم مولانا غلام باری صاحب سیف ہمارے علم کلام کے استاد تھے اللہ تعالیٰ ہر دو اساتذہ کے درجات بلند فرمائے۔

محترم سید میر داؤد احمد صاحب جو جامعہ احمدیہ کے پرنسپل تھے اور ہمارے بڑے شفیق استاد تھے۔ اپنی اعلیٰ درجہ کی انتظامی صلاحیتوں کے باعث آپ کو بطور افسر جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ کی بہترین خدمات کے مواقع بھی میسر آئے۔ جامعہ احمدیہ کے طلباء کی جس شفقت اور ہمدردی کے ساتھ آپ نے تربیت کی وہ ایک وسیع مضمون ہے کبھی موقع ملا تو ضرور اس حوالہ سے بھی آپ کا ذکر ہو گا۔ آپ کے ساتھ میرا تعلق اس زمانہ سے ہے جب میں 65-1964ء میں بیت المبارک والی حفظ کلاس میں زیر تعلیم تھا۔ ہماری کلاس میں متعدد نابینا طلباء بھی تھے۔ مجھے یاد ہے محترم میر صاحب نابینا طلباء کے ساتھ بہت شفقت بھرا سلوک فرمایا کرتے تھے ویسے تو آپ کا تعلق تمام طلباء کے ساتھ ہی محبت بھرا سلوک تھا لیکن نابینا طلباء دوسرے طلباء کی نسبت آپ کے زیادہ زیر احسان تھے آپ کی محبت کے انداز خوب ہوا کرتے تھے ایک مرتبہ ایک شادی کی تقریب میں جو تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کے قریب کسی گھر میں منعقد ہوئی اور آپ بھی اس شادی میں رونق افروز تھے آپ نے میرے اوپر دور سے گلاب کے پھولوں کا ہار بڑی محبت کے ساتھ پھینکا۔ میں جب 14 سال کا تھا۔ آپ کا میرے ساتھ یہ سلوک مجھے بہت بھلا لگا اور اس طرح میں بھی آپ کا گرویدہ ہو گیا۔ میں نے محسوس کیا کہ واقعی محترم میر صاحب اپنے شاگردوں سے پیار کرتے ہیں۔ پندرہ ماہ میں خدا کے فضل سے میں نے کلام الٰہی حفظ کر لیا اور محترم حافظ شفیق احمد صاحب کا رقعہ لے کر جامعہ احمدیہ میں محترم میر صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آپ بہت خوش ہوئے اور جامعہ احمدیہ کی سالانہ تقریب کے موقعہ پر مجھے کلام الٰہی کی تفسیر صغیر کا ایک نسخہ بطور تحفہ عطا فرمایا۔ آپ بہترین منتظم ہونے کے ساتھ ساتھ اعلیٰ درجہ کے مربی بھی تھے۔ جامعہ احمدیہ کے ورزشی مقابلہ جات کے موقعہ پر جب لمبی دوڑیں ہوا کرتی تھیں آپ خود سائیکل پر طلباء کے ساتھ بطور نگران جایا کرتے تھے۔ ایسے ہی پیدل سفر کے موقعہ پر بھی آپ طلباء کے پاس پہنچتے اور طلباء کی دل جوئی فرماتے۔ پیدل سفر میں تمام طلباء کے لئے اس امر کی سختی سے پابندی ہوتی تھی کہ راستہ میں کسی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے لیکر کوئی چیز نہیں کھائی نہ ہی کسی سے کوئی نقدی لینے کی اجازت تھی مجھے بہت اچھی طرح یاد ہے پیدل سفر کے دوران ہم دس بارہ طلباء عشاء کے قریب سکھیکی پہنچے رات ہمیں یہاں ہی قیام کرنا تھا سفر کی کوفت اور بھوک سے ہم شدید ہلکان ہو رہے تھے ہماری اس کیفیت کو خدا تعالیٰ خوب دیکھ رہا تھا ابھی ہم اسی کیفیت میں تھے کہ یکدم محترم میر داؤد احمد صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ اپنے چند احباب کے ہمراہ ہماری قیام گاہ پر تشریف لے آئے آپ نے اپنے شاگردوں کی کیفیت ان کے معصوم چہروں سے پڑھ لی اور ازراہ شفقت وہاں قریب ہی واقعہ ایک ہوٹل والے کو حکم دیا کہ ان سب کو دو دو چپاتی دے دی جائیں پھر آپ نے تمام طلباء کو مخاطب کر کے فرمایا کہ جن طلباء کے پاس اچار ہے وہ اپنے دوسرے ساتھیوں کو روٹی کے ساتھ کھانے کے لئے دے سکتے ہیں۔ اس وقت آپ کی یہ نوازش اپنے شاگردوں کے لئے ایک بہت بڑا انعام تھی میں نے دو چپاتیوں میں سے ایک چپاتی بچا کر اپنے تھیلے میں رکھ لی اور ایک چپاتی اچار کے ایک چھوٹے سے ٹکڑے کے ساتھ جو مجھے کسی ساتھی نے دیا تھا کھانی شروع کر دی۔ اس چپاتی کا مزہ مجھے آج تک نہیں بھولتا۔ اور میں عرفان کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ محنت کش لوگ سادہ روٹی کھا کر وہ مزہ محسوس کرتے ہیں جو امیر اپنے مرغن کھانوں میں نہیں محسوس کر سکتے۔ محترم میر صاحب ڈسپلن کے بھی بڑے پابند تھے آپ اپنے شاگردوں کی اصلاح کرنا جانتے تھے اگر کبھی شاگردوں کو سرزنش کرتے تو ساتھ ہی موقعہ پا کر ان سے گہری ہمدردی اور تلطف کا اظہار بھی فرماتے ایک مرتبہ آپ نے ہماری کلاس کو بہت مجبور ہو کر سرزنش کی تو ساتھ ہی سب کلاس کے طلباء کو یہ پیغام بھی بھجوا دیا کہ آج عصر کے بعد آپ سب نے جامعہ احمدیہ میں مجھے ایک ضروری کام کے سلسلہ میں ملنا ہے ہم سب وقت مقررہ پر جامعہ احمدیہ میں پہنچ گئے۔ کیا دیکھتے ہیں پیارے میر صاحب اپنے شاگردوں کے لئے شیزان جوس کا انتظام کر کے انتظار فرما رہے ہیں۔ آپ نے تمام طلباء میں اپنے ہاتھ سے خود طلباء کے قریب جا کر انہیں شیزان کی بوتلیں عطا فرمائیں اللہ کتنے پیارے تھے ہمارے بزرگ۔

OOO

احمدیہ ٹیلی ویژن انٹرنیشنل کے پروگرام

پاکستانی وقت کے مطابق

منگل 25- مارچ 1997ء

12-00 رات-جرمن پروگرام-
1-00 اردو کلاس (نیا)-
2-00 تعلیم دین حق-روحانی خزائن-
3-00 ترجمہ کلام الٰہی کلاس- از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع-
4-00 نارویجین زبان سیکھئے-
5-00 اگلی شفٹ کے پروگرام-
5-05 تلاوت-حدیث-خبریں-
5-30 چلڈرنز کارنر-ملاقات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع-
6-00 لقاء مع العرب (دوبارہ)-
7-00 احمدیہ ٹیلی ویژن سپورٹس-آل کراچی فٹ بال میچ-(دوبارہ)-
8-00 (صبح) اردو کلاس (دوبارہ)-
9-00 نارویجین زبان سیکھئے-(دوبارہ)-
10-00 ترجمہ کلام الٰہی کلاس- از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع (دوبارہ)-
11-00 اگلی شفٹ کے پروگرام-
11-05 تلاوت-حدیث-خبریں-
11-30 چلڈرنز کارنر-ملاقات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع (دوبارہ)-
12-00 (دوپہر) پشتو پروگرام- واقفین کلاس مردان-
1-00 تعلیم دین حق-روحانی خزائن-
1-55 لقاء مع العرب (دوبارہ)-
2-55 اردو کلاس (دوبارہ)-
3-55 روسی پروگرام-
5-00 اگلی شفٹ کے پروگرام-
5-05 تلاوت-حدیث-خبریں-
5-30 فرنچ زبان سیکھئے-
6-00 خطبہ- از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع-
7-00 رات-ترجمہ کلام الٰہی کلاس-حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع-
8-15 طبی معالات- دل کے امراض- مہمان ڈاکٹر مسعود الحسن نوری ماہر امراض قلب میزبان-ثاقب سامی
9-00 لقاء مع العرب (نیا)-
10-00 نارویجین پروگرام-
11-00 اگلی شفٹ کے پروگرام-
11-05 تلاوت-حدیث-خبریں-
11-30 چلڈرنز کارنر-

بدھ 26-مارچ 1997ء

12-00 رات-جرمن پروگرام-
1-00 اردو کلاس (نیا)-
2-00 اراؤنڈ دی گلوب-ہماری کائنات-
2-45 ترجمہ کلام الٰہی کلاس- از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع-
4-00 فرنچ زبان سیکھئے-
4-30 حکایات شیریں (نیا)-
5-00 اگلی شفٹ کے پروگرام-
5-05 تلاوت-حدیث-خبریں-
5-30 چلڈرنز کارنر-
6-00 لقاء مع العرب (دوبارہ)-
7-00 طبی معالات-دل امراض مہمان-ڈاکٹر مسعود الحسن نوری- ماہر امراض قلب میزبان-ڈاکٹر ثاقب سامی-
8-00 صبح-اردو کلاس-(دوبارہ)-
9-00 فرنچ زبان سیکھئے-
10-00 ترجمہ کلام الٰہی کلاس-حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع-97-3-25 (دوبارہ)-
11-00 اگلی شفٹ کے پروگرام-
11-05 تلاوت-حدیث-خبریں-
11-30 چلڈرنز کارنر-
12-00 دوپہر-روسی پروگرام-
1-00 اراؤنڈ دی گلوب-ہماری کائنات-
1-55 لقاء مع العرب-(دوبارہ)-
2-55 اردو کلاس-(دوبارہ)-
3-55 بنگالی پروگرام-
5-00 اگلی شفٹ کے پروگرام-
5-05 تلاوت-حدیث-خبریں-
5-30 عربی زبان سیکھئے-
6-00 افریقین پروگرام-
7-00 رات- نیچرل کیور- ہومیو پیتھی کلاس حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع-
8-00 سیرت رفقاء حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت قاضی محمد عبداللہ صاحب
9-00 لقاء مع العرب-
10-00 فرنچ پروگرام-
11-00 اگلی شفٹ کے پروگرام-
11-05 تلاوت-حدیث-خبریں-
11-30 چلڈرنز کارنر- ملاقات حضرت اما جماعت احمدیہ الرابع-

جمعرات 27-مارچ 1997ء

12-00 رات-جرمن پروگرام-
1-00 اردو کلاس (نیا)-
2-00 المائدہ ترکی کباب
3-00 نیچرل کیور-ہومیو پیتھی کلاس حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع-
4-00 عربی زبان سیکھئے-
4-30 عربی پروگرام-قصیدہ-نظم-
5-00 اگلی شفٹ کے پروگرام-
5-05 تلاوت-حدیث-خبریں-
5-30 چلڈرنز کارنر-ملاقات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع-
6-00 لقاء مع العرب-(دوبارہ)-
7-00 سیرت رفقاء حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت قاضی محمد عبداللہ صاحب (دوبارہ)-
8-00 صبح-اردو کلاس (دوبارہ)-
9-00 عربی زبان سیکھئے-(دوبارہ)-
9-30 عربی پروگرام-قصیدہ-نظم-
10-00 نیچرل کیور- ہومیو پیتھی- از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع-
11-00 اگلی شفٹ کے پروگرام-
11-05 تلاوت-حدیث-خبریں-
11-30 چلڈرنز کارنر-ملاقات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع-(دوبارہ)-
12-00 دوپہر- سندھی پروگرام- سندھی ترجمہ خطبہ 95-9-16 از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع-
1-00 المائدہ-ترکی کباب (دوبارہ)-
1-55 لقاء مع العرب-(دوبارہ)-
2-55 اردو کلاس (دوبارہ)-
3-55 بنگالی پروگرام-
5-00 اگلی شفٹ کے پروگرام-
5-05 تلاوت-حدیث-خبریں-
5-30 ڈچ زبان سیکھئے-
6-00 چینی پروگرام-(-) اصول کی فلاسفی-
7-00 رات- نیچرل کیور ہومیو پیتھی کلاس از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع-
7-30 کوئز پروگرام-ناصرات الاحمدیہ شیخوپورہ بمقابلہ راولپنڈی-
8-30 الزمات کے جوابات حضرت صاحب کی طرف سے سیشن 23-(94-5-11) حصہ دوئم-
9-00 لقاء مع العرب-(نیا)-
10-00 بوسنین پروگرام-
11-00 اگلی شفٹ کے پروگرام-
11-05 تلاوت-حدیث-خبریں-
11-30 چلڈرنز کارنر-

بقیہ صفحہ 6

جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ۔/300 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد منظر بشیر شاہدرہ ٹاؤن لاہور گواہ شد نمبر1 ناصر محمود اسلم شاہدرہ ٹاؤن لاہور گواہ شد نمبر2 بشارت احمد شاہدرہ ٹاؤن لاہور۔

مسل نمبر31091 میں ناصر محمود اسلم ولد محمد اسلم قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر 59 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن شاہدرہ ٹاؤن لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 96-6-10 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی۔ اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ۔/4500 روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد ناصر محمود اسلم گلی نمبر1 نزد پولیس چوکی شاہدرہ ٹاؤن لاہور گواہ شد نمبر1 عبد اللطیف اوورسیئر وصیت نمبر6700 گواہ شد نمبر2 محمد احمد وقار ناصر آباد ربوہ۔

مسل نمبر31092 میں حسن احمد بابر ولد ایم منیر احمد قوم شیخ پیشہ کاروبار عمر 29 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن اسلام آباد بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 96-3-18 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی۔ اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ۔/2500 روپے ماہوار بصورت کاروبار مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت 7/96 سے منظور فرمائی جائے۔ العبد حسن احمد بابر مکان نمبر592 گلی 14 سیکٹر G-10/1 اسلام آباد گواہ شد نمبر1 غلام رسول سٹریٹ 14/592 G/10-1 اسلام آباد گواہ شد نمبر2 شاہد لطیف سٹریٹ 14/592-1-G/10 اسلام آباد۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 24 - مارچ-1997ء
درجہ حرارت کم از کم 13 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 25 درجے سنٹی گریڈ

○ اسلامی سربراہی کانفرنس کے خصوصی اجلاس میں جو پاکستان کی آزادی کے پچاس سال کے موقع پر اسلام آباد میں 23 مارچ کو منعقد ہوا یہ اعلان کیا گیا ہے کہ کشمیریوں کو حق رائے دہی دیا جائے۔ اسلامی سربراہی کانفرنس کے اجلاس میں مقبوضہ کشمیر میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں پر تشویش کا اظہار کیا گیا۔ اعلان اسلام آباد میں کہا گیا کہ القدس شریف میں اسرائیل کی جانب سے یہودی بستیوں کا قیام امن کے لئے خطرہ ہے۔ مسئلہ افغانستان مذاکرات سے حل کیا جائے۔ صومالیہ ترک قبرص اور دیگر مسائل حل کرنے کے لئے کوششیں کی جائیں۔

○ صدر مملکت فاروق احمد خان لغاری نے اسلامی سربراہ کانفرنس کے اختتامی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مغرب کی اسلام دشمنی کا مسلمان متحد ہو کر مقابلہ کریں۔ اسلامی ممالک کے درمیان جھگڑے نمٹانے کے لئے "سربراہی کمیٹی" تشکیل دی جائے۔ باہمی تجارت مالیات اور لین دین کو فروغ دیں۔ انہوں نے کہا کہ مغرب احیائے اسلام کی لہر کو خوش آمدید کہے کیونکہ اس سے امن ہو گا۔ صدر مملکت نے 23 مارچ کی فوجی پریڈ سے خطاب کیا۔ اور کہا کہ کشمیر ہماری بقا کا مسئلہ ہے۔ اسلامی ممالک یہاں بھارتی مظالم کو روکیں۔

○ وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف نے اسلامی سربراہ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ امت پر کشمیریوں کی مدد لازم ہے۔ اسلامی مارکیٹ اور قرضوں سے چھٹکارے کی سکیم بنائی جائے۔ آزاد فلسطین کا قیام ضروری ہے جس کا دارالحکومت بیت المقدس ہو۔ 21ویں صدی کے چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کے لئے تعلیم، صحت، انسانی وسائل کی ترقی اور سیاسی استحکام پر بھرپور توجہ کی ضرورت ہے۔ ایٹمی اور تباہ کن ہتھیاروں کے خاتمے کے لئے دنیا بھر سے مشترکہ مطالبہ کیا جائے۔ ہمارے خطے کے امن پر خطرے کی تلوار لٹک رہی ہے۔ اسلام کو بدنام کرنے کی مہم کا مقابلہ کرنا ہو گا۔

○ جھنگ میں ایک ہی خاندان کے سات افراد کو ہلاک کر دیا گیا۔ ایک زخمی نے بتایا ہے کہ رات ان کو ان کے ایک عزیز نے مٹھائی کھلائی جس سے سب پر نیند غالب آگئی۔ سابق ایم پی اے اسلم مڈھیانہ سرگودھا کے قریب قاتلانہ حملے میں شدید زخمی ہو گئے ہیں ان کے دو گارڈ ہلاک ہو گئے۔ وہ سرگودھا سے اپنے گھر مڈ رانجھا جا رہے تھے۔ کاموکے میں زمین پر قبضہ کے لئے ایک گروپ کا دوسرے پر حملہ 3۔ افراد ہلاک ہو گئے۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے ایرانی صدر کی بیٹی سے ایرانی سفارت خانہ میں ملاقات کی۔ انہوں نے بنگلہ دیش کی وزیر اعظم مسز حسینہ واجد سے بھی ملاقات کی۔

○ اسلامی سربراہ کانفرنس میں 105 سے زیادہ غیر ملکی وفود نے شرکت کی۔ کنونشن سنٹر کی شان و شوکت دیکھنے کے بعد غیر ملکی مندوبین کہتے رہے کہ غریب قوم ایسا سنٹر نہیں بنا سکتی۔ وزیر اعظم نے مہمانوں کے اعزاز میں ظہرانہ اور صدر نے عشائیہ دیا۔ ہر سربراہ کے ساتھ ڈاکٹر متعین تھے۔

○ چیف آف آرمی سٹاف جنرل جہانگیر کرامت نے کہا ہے کہ 54 مسلم ممالک کا اکٹھے مل بیٹھنا خوش آئند بات ہے۔

○ وزیر اعظم نواز شریف نے اسلامی سربراہی کانفرنس کے اجلاس کی صدارت کی۔ وہ ہر مندوب کو تقریر کے لئے بلاتے رہے۔ تمام کارروائی ریڈیو اور ٹی وی سے لائیو نشر کی گئی۔

○ سپریم کورٹ کے چیف جسٹس سید سجاد علی شاہ نے کہا ہے کہ ججوں کا عدالتی لباس تبدیل کر دیا گیا ہے۔ اس سے قبل ایک فل کورٹ ریفرنس میں کہا گیا تھا کہ ججوں کے لئے مارشل لاء کا مسلط کردہ لباس عدلیہ کی آزادی میں مداخلت ہے۔

○ بلوچستان کے وزیر اعلیٰ سردار اختر مینگل نے کہا ہے کہ صوبوں کے گورنر تبدیل کئے جا رہے ہیں۔ بلوچستان میں بھی ایسا ہی ہونا چاہئے۔ گورنر بلوچستان جنرل ریٹائرڈ عمران اللہ خان نے کہا کہ اس تبدیلی کا کوئی آئینی جواز نہیں۔

○ مسٹر وسیم سجاد کو چوتھی بار سینٹ کا چیئرمین منتخب کر لیا گیا ہے۔ ان کے عہدہ کی معیاد 2000ء تک ہو گی۔ میر ہمایوں خاں مری کو جن کا تعلق بلوچستان سے ہے ڈپٹی چیئرمین منتخب کر لیا گیا ہے۔ ان کا تعلق جمہوری وطن پارٹی سے ہے۔

○ بتایا گیا ہے کہ نواز شریف ظفر اللہ جمالی کو چیئرمین بنانا چاہتے تھے۔ لیکن حلیف جماعتوں نے امیدوار کھڑا کرنے کی دھمکی دے کر وسیم سجاد کو چیئرمین بنوا لیا۔

○ وسیم سجاد سمیت 42 نو منتخب سینیٹروں نے حلف اٹھا لیا۔ آصف زرداری کو حلف اٹھوانے کے لئے نہ لایا گیا۔ جس پر سینٹ کے اجلاس میں ہنگامہ ہو گیا۔ ڈاکٹر صفدر عباسی نے کہا کہ یہ غیر قانونی اقدام ہے۔

○ ہائی کورٹ نے ریڈیو اور ٹی وی سے سگریٹ کے اشتہارات پر پابندی لگا دی۔ تاہم یہ اجازت دی ہے کہ سگریٹ ساز ادارے تین برس تک کھیلوں کے پروگراموں کو سپانسر کر سکیں گے۔ اس دوران وہ صرف ڈبیہ دکھائیں گے۔ اس حکم پر یکم اپریل سے عمل شروع ہو گا۔

○ وزیر خانہ نے وارننگ دی ہے کہ بینک دیوالیہ ہونے والے ہیں۔ مالیاتی ایمرجنسی سے بچاؤ بڑا چیلنج ہے۔

○ وزیر اعظم نواز شریف نے ہدایت کی ہے کہ سرکاری شعبے کی کارپوریشنیں خود مختار اور نیم خود مختار ادارے اور نجی صنعتی ادارے بھی 300 روپے ماہوار کی عبوری امداد دیں۔

○ بھارتی وزیر خارجہ مسٹر آئی کے گجرال نے کہا ہے کہ ہم پاکستان کو اکاموڈیٹ کرنے کے لئے مزید مراعات دینے کو بھی تیار ہیں۔

○ پیپلز پارٹی کے لیڈر اور ایل ڈی اے کے سابق وائس چیئرمین اسلم گل کو گرفتار کر کے ان کا ایک روز کا جسمانی ریمانڈ لے لیا گیا ہے۔ اسلم گل نے کہا ہے کہ نواز شریف کی وزارت اعلیٰ کے دوران چار ہزار فائلیں غائب ہو گئیں۔ میں نے ایل ڈی اے کی کوئی فائل غائب نہیں کی نہ کسی پر میرے دستخط ہیں۔

○ پاک بحریہ کے سربراہ ایڈمرل منصور الحق کی جبری ریٹائرمنٹ کے بارے میں خبروں کی تردید کی گئی ہے۔ وہ بدستور پاک بحریہ کے سربراہ ہیں۔

○ ایک بھارتی جریدے نے دعویٰ کیا ہے کہ گوہر ایوب کو جنرل جہانگیر کرامت کے دباؤ پر وزیر خارجہ بنایا گیا۔ وہ بھارت کے خلاف سخت رویہ رکھتے ہیں۔

○ نو ارب روپے کی خورد برد پر بلدیات کے 22 افسر برطرف کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

○ ریٹائرمنٹ کی عمر 58 سال کرنے کی تجویز کو وزارت خزانہ نے حتمی شکل دے دی ہے۔ ورکنگ پیپر کابینہ کو ارسال کر دیا گیا ہے۔

○ نئے بجٹ میں 40۔ ارب سے زیادہ کے نئے ٹیکس لگیں گے۔

○ مسلم لیگ کے اجلاس میں 58(2) بی ختم کرنے کی تجویز پر حمایت اور مخالفت کے ملے جلے جذبات کا اظہار کیا گیا۔ قومی دفاعی کونسل پر بھی تنقید کی جانے لگی تھی مگر نواز شریف نے سختی سے روک دیا۔

○ حکومت پنجاب نے گریڈ 18 سے اوپر کے 40 بڑے اور چھوٹے محکموں میں سے قریباً تین ہزار افسران کو کرپشن کے الزامات میں مدت ملازمت کے 25 سال مکمل ہونے پر اور بری شہرت رکھنے کی وجہ سے یکم اپریل کو جبری ریٹائرمنٹ پر بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ان کے خلاف مزید سخت کارروائی کا بھی امکان ہے۔

○ بھارتی حکومت نے ہندوستان کے لئے پاکستانی تاجروں ادیبوں شاعروں اور فوجی جرنیلوں کے لئے ویزے کی پابندیاں نرم کرنے کا اعلان کیا ہے۔ رائے عامہ کے لیڈروں نے اس پر ملے جلے رد عمل کا اظہار کیا ہے۔ یہ افراد پولیس رپورٹ سے مستثنیٰ قرار دیئے گئے ہیں۔

○ اسلامی سربراہی کانفرنس اور گولڈن جوبلی تقریبات میں محترمہ بے نظیر بھٹو کی عدم شرکت محسوس کی گئی۔ غیر ملکی مندوبین ان کے بارے استفسار کرتے رہے۔

○ عالمی مالیاتی ادارے سے 130 ملین ملنے تھے۔ قرض اتارو مہم سے 210 ملین ڈالر حاصل ہو گئے۔ آئی ایم ایف سے بھاری منافع پر قرض لینے کا معاہدہ ختم ہو گیا۔ جون کے بعد نیا سمجھوتہ ہو گا۔ قرض اتارو مہم میں 10 فیصد عطیات' 15 فیصد قرضہ حسنہ' اور باقی رقوم پانچ سال کے لئے جمع کرائی گئی ہیں۔

اطہرا کی کامیاب امراض علاجگاہ
مطب حمید (رجسٹرڈ)
حکیم نظام جہان کا مشہور دواخانہ
علامات
مردہ بچے پیدا ہونا ● امید کا نقصان
پشنک بائی پاس جی ٹی روڈ
گوجرانوالہ
0431-264634
0431-219066

جرمن ہومیوپیتھک ادویات
مدر ٹنکچرز، پوٹینسیاں، بایوکیمک ادویات رعایتی نرخوں پر، پریکٹیشنرز حضرات کیلئے خصوصی رعایت۔
● سادہ گولیاں ● ٹکیاں ● شوگر آف ملک ● خالی ڈبیاں اور ڈراپرز علاوہ ازیں ہومیوپیتھک کتب بھی دستیاب ہیں۔
کیور ہومیو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ ربوہ
فون : 771
فیکس : 212299

اعلان داخلہ
یونیق سکالرز اکیڈمی کمپیوٹرائزڈ کی دونوں برانچوں میں (جونیئر سیکشن، سینئر سیکشن گرلز اینڈ بوائز) نرسری تا دھم کیلئے داخلے یکم اپریل 1997ء سے شروع ہوں گے۔ داخلہ صرف ٹیسٹ اور انٹرویو کی بنیاد پر ہو گا۔ داخلہ فارم اور پراسپکٹس آفس ٹائم میں ادارہ سے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ نشستیں محدود ہیں۔
پرنسپل یونیق سکالرز اکیڈمی (کمپیوٹرائزڈ)
دارالرحمت وسطی۔ راجیکی روڈ ربوہ